© rasailojaraid.com

تاریخ کیا ہے؟

تاریخ دراصل چند واقعات کی صحیح تعبیر و بیان کا نام ہے، جو مشاہدہ یا دیگر محسوسات کی کسی صورت میں وقوع پذیر ہو چکے ہوں۔ مثلاً ہم یہ سمجھنا چاہیں کہ آئرلینڈ میں انگریزوں کے مظالم واقعی ہیں یا محض مبالغہ آمیزی سے کام لیا گیا ہے تو اس کے لئے واقعات کا مشاہدہ یا مستند درعینی شہادتوں کا حاصل کرنا ضروری ہوگا۔ صرف قیاس سے کوئی رائے قائم کر لینا صحیح نہ ہوگا۔

ہاں اس کے فرائض کی انجام دہی کے لئے ضروری ہے کہ مؤرخ دیانتِ عمل، تصحیح روایت، وسعتِ نظر، سلامتیٔ طبع اور اصابتِ رائے سے بے بہرہ نہ ہو۔ واقعات میں قیاس در آئے کو دخل نہ دے، اور جب کسی واقعہ کے متعلق روایات حاصل کرے تو ان میں اصل واقعہ اور رائے کی آمیزش کو الگ الگ رکھ کر غور کرے۔ کسی واقعہ کو توڑ مروڑ کر مسخ شدہ شکل میں پیش کرنا اس کی اصلی وضع و ترتیب کو اُلٹ پلٹ کر دینا، صحیح و ضعیف ہر قسم کی روایت پر اعتبار کر لینا، واقعات کے تمام پہلوؤں پہ غور نہ کرنا، مبالغہ آمیزی سے کام لے کر کسی ناپسندیدہ امر کو پست اور پسندیدہ کو بلند کر دکھانا ایک مؤرخ نما عیار کی مخفی خواہشات کی صحیح ترجمانی تو کر سکتا ہے لیکن تاریخی ذمہ داریوں سے اسی قدر دُور ہے جس قدر کہ تاریکی روشنی سے اور باطل حق سے۔

تاریخ خواہ وہ یورپ میں لکھی گئی ہو یا ایشیاء میں، انگلستان کے ٹکسال سے نکلی ہو یا ہندوستان کے مطابع سے، اس وقت تک اعتماد و وثوق کا درجہ حاصل نہیں کر سکتی، جب تک کہ وہ مذکورہ بالا خصوصیات پر مشتمل نہ ہو۔ واقعات کی فرضی و بناوٹی تصویریں جن کا کوئی رُخ بھی مصور کی خود غرضانہ دست درازیوں سے بچ نہ سکا ہو، علم التاریخ کے دامن پر ایک سیاہ داغ سے کم حیثیت نہیں رکھتیں۔ یورپ کا موجودہ فن تاریخ اگرچہ کسی معقول اصول کا مرہونِ منت نہیں اور نہ ہی اس میں اصابتِ رائے کی پابندی لازمی سمجھی گئی ہے۔ وہ قاعدہ وضابطہ کی قیود سے اسی قدر آزاد ہے جس قدر کہ خود کوئی قاعدہ اور ضابطہ ہو سکتا ہے۔ تحقیق و تنقید کا اسی حد تک دلدادہ ہے جس حد تک کہ آگ پانی کی، تاریکی روشنی کی۔ لیکن اس کی مشینری ایسے پرزوں سے بنی ہے کہ جن کی چال ڈھال، وضع و ہیئت اگرچہ بہت سی نگاہوں کو اپنی طرف متوجہ کر سکتی ہے۔ مگر یہ دل کش منظر کچھ عرصہ کے بعد ایک سراب سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتا۔

مولانا عبدالرحیم پوپلزئی رحمۃ اللہ علیہ

پشاور: فروری ۱۹۴۷ء

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نقیبِ ختمِ نبوت ملتان

دل کی بات

صفر ۱۴۰۹ھ، ستمبر ۱۹۸۸ء

سلسلۂ اشاعت ۸

۱۷ر اگست کی سہ پہر اپنے دامن میں سازشِ فتنہ و فساد اور انتقام کی آگ جلائے ڈھلنے لگی اور اس نے بہاول پور کے قریب ستلج کے کنارے کپاس کے کھیتوں میں صدر جنرل محمد ضیاء الحق اور ان کے ستائیس وفادار ساتھیوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ جہاز پرزے پرزے ہو گیا اور پاکستان کے چالیس سال پر محیط منفرد فکر و فلسفہ کا جلتا ہوا چراغ بجھ گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

صدر جنرل محمد ضیاء الحق اور ان کے ساتھی پاکستانی فوج کی کریم تھے اس لحاظ سے فوج اور دینی حلقوں کو ناقابلِ تلافی نقصان پہنچا ہے اللہ تعالیٰ تو اس نقصان کو پورا کرنے پر یقیناً قادر ہیں بلکہ وہ اس سے بھی بہتر شخصیت عطا کرنے پر قدرت رکھتے ہیں لیکن موجودہ دَور کے جتنے بھی بظاہر قد آور افراد اخبارات کے صفحوں پر قبضہ جمائے بیٹھے ہیں سب کے سب پستہ قد رکھتے ہیں، بونے اور ٹھگنے ہیں ان کے پاس قومی انقلاب اور ملکی ترقی کا کوئی مثبت پروگرام نہیں جب کہ اسلام ان کے پروگرام میں سرے سے شامل ہی نہیں، مرحوم صدر اور ان کے چند بکھرے ہوئے ساتھیوں نے قوم کی سمت متعین کرنے میں منفرد کردار ادا کیا ہے اور ان کے پاس تدریجی ارتقاء کا عدل و احسان پر مبنی مثبت پروگرام تھا۔ وہ گیارہ سال کے عرصہ میں کیوں کامیاب نہ ہو سکے؟ اس کی واضح وجہ یہ ہے کہ شجرِ اقتدار کے ساتھ چمٹے ہوئے ایسے لوگوں کی غالب اکثریت ہے جو مغربی نظامِ زندگی مکمل طور پر اپنا چکے ہیں وہ اسلام کا نام سنتے ہی جھرجھری لیتے اور اسلام کے بارے میں جھاگ اگلنی شروع کر دیتے ہیں

نُقَبائے فکر

سیّد عطاء المحسن بخاری

سیّد عطاء المؤمن بخاری

سیّد عطاء المھیمن بخاری

سیّد محمد کفیل بخاری

سیّد عبدالکبیر بخاری

سیّد محمد ذوالکفل بخاری

سیّد محمد ارشد بخاری

سیّد خالد مسعود گیلانی

عبداللطیف خالد ○ اختر جنجوا

عمر فاروق عمر ○ محمود شاھد

قمر الحسنین ○ بدر منیر احرار

رابطہ: مدرسہ معمورہ

دارِ بنی ھاشم، مہربان کالونی ملتان

قیمت: ۳/- روپے ◎ سالانہ ۴۰/- روپے

© rasailojaraid.com